

مکتوب (۱)

(۱) وَمِنْ كِتَابِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

جو مدینہ سے بصرہ کی جانب روانہ ہوتے ہوئے اہل کوفہ کے نام
تحریر فرمایا:!

إِلَى أَهْلِ الْكُوفَةِ عِنْدَ مَسِيرِهِ مِنَ الْمَدِينَةِ
إِلَى الْبَصْرَةِ:

خدا کے بندے علی امیر المؤمنین عليه السلام کی طرف سے اہل کوفہ کے
نام جو مددگاروں میں سربرآوردہ اور قوم عرب میں بلند نام ہیں۔
میں عثمان کے معاملہ سے تمہیں اس طرح آگاہ کئے دیتا ہوں کہ
سننے اور دیکھنے میں کوئی فرق نہ رہے۔ لوگوں نے ان پر اعتراضات
کئے تو مہاجرین میں سے ایک میں ایسا تھا جو زیادہ سے زیادہ کوشش کرتا
تھا کہ ان کی مرضی کے خلاف کوئی بات نہ ہو اور شکوہ شکایت بہت کم
کرتا تھا۔ البتہ ان کے بارے میں طلحہ و زبیر کی ہلکی سے ہلکی رفتار بھی
تند و تیز تھی اور نرم سے نرم آواز بھی سختی و درشتی لئے ہوئے تھی اور ان پر
عائشہ کو بھی بے تحاشہ غصہ تھا۔ چنانچہ ایک گروہ آمادہ ہو گیا اور اس نے
انہیں قتل کر دیا اور لوگوں نے میری بیعت کر لی۔ اس طرح کہ نہ ان پر
کوئی زبردستی تھی اور نہ انہیں مجبور کیا گیا تھا، بلکہ انہوں نے
رغبت و اختیار سے ایسا کیا۔

مِنْ عَبْدِ اللَّهِ عَلِيِّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى
أَهْلِ الْكُوفَةِ جَبْهَةَ الْأَنْصَارِ وَسَنَامِ الْعَرَبِ.
أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّي أَخْبِرُكُمْ عَنْ أَمْرِ عُثْمَانَ
حَتَّى يَكُونَ سَمْعُهُ كَعْيَانِهِ: إِنَّ النَّاسَ
طَعَنُوا عَلَيْهِ، فَكُنْتُ رَجُلًا مِّنَ الْمُهَاجِرِينَ
أَكْثَرُ اسْتِعْتَابَهُ، وَأَقْلَى عِتَابَهُ، وَكَانَ
طَلْحَةَ وَ الزُّبَيْرُ أَهْوَنُ سَيْرِهِمَا فِيهِ
الْوَجِيفُ، وَأَرْفَقُ حِدَائِهِمَا الْعَنِيفُ، وَكَانَ
مِنْ عَائِشَةَ فِيهِ فَلْتَةٌ غَضَبٍ، فَأَتَيْحَ لَهُ
قَوْمٌ فَقَتَلُوهُ، وَ بَايَعَنِي النَّاسُ غَيْرُ
مُسْتَكْرَهِينَ وَ لَا مُجْبَرِينَ، بَلْ طَائِعِينَ
مُخَيَّرِينَ.

اور تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ دارالہجرت (مدینہ) اپنے رہنے
والوں سے خالی ہو گیا ہے اور اس کے باشندوں کے قدم وہاں سے
اکھڑ چکے ہیں اور وہ دیگ کی طرح اہل رہا ہے اور فتنہ کی چکی چلنے لگی
ہے۔ لہذا اپنے امیر کی طرف تیزی سے بڑھو اور اپنے دشمنوں سے جہاد
کرنے کیلئے جلدی سے نکل کھڑے ہو۔

وَ اَعْلَمُوا أَنَّ دَارَ الْهَجْرَةِ قَدْ قَلَعَتْ
بِأَهْلِهَا وَ قَلَعُوا بِهَا، وَ جَاشَتْ جَيْشِ
الْبُرْجِلِ، وَ قَامَتِ الْفِتْنَةُ عَلَى الْقَطْبِ،
فَأَسْرِعُوا إِلَى أَمِيرِكُمْ، وَ بَادِرُوا جِهَادَ
عَدُوِّكُمْ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ!

ابن میثم نے تحریر کیا ہے کہ جب امیر المؤمنین علیہ السلام طلحہ وزبیر کی شورش انگیزیوں کی خبر سن کر بصرہ کی جانب روانہ ہوئے تو مقام ماء العذیب سے امام حسن علیہ السلام اور عمار یاسرؓ کے ہاتھ یہ خط اہل کوفہ کے نام بھیجا اور ابن ابی الحدید نے یہ روایت لکھی ہے کہ جب حضرتؑ نے ربذہ میں منزل کی تو محمد ابن جعفر اور محمد ابن ابی بکر کے ذریعہ اسے روانہ کیا۔

حضرتؑ نے اس مکتوب میں واضح طور سے اس امر پر روشنی ڈالی ہے کہ حضرت عثمان کا قتل اُم المؤمنین اور طلحہ وزبیر کی کوششوں کا نتیجہ تھا اور وہی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے اور حضرت عائشہ تو اپنے حدود کار کا لحاظ کئے بغیر عام اجتماعات میں ان کی بے عنوایوں کو بے نقاب کر کے ان کے قتل کا حکم دیا کرتی تھیں۔ چنانچہ شیخ محمد عبدہ نے تحریر کیا ہے کہ:

إِنَّ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَخْرَجَتْ نَعْلِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَ قَمِيصَهُ مِنْ تَحْتِ سِتَارِهَا وَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى الْيُنْبُرِ وَ قَالَتْ: هَذَا نَعْلُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَ قَمِيصُهُ كَمَا تَبْلُ، وَ قَدْ بَدَلْتُ مِنْ دِينِهِ وَ غَيَّرْتُ مِنْ سُنَّتِهِ، وَ جَلَى بَيْنَهُمَا كَالْمُخَاشَنَةِ، فَقَالَتْ: اقْتُلُوا نَعْلًا، تُشْبِهُهُ بِرَجُلٍ مَعْرُوفٍ.

حضرت عائشہ نے جبکہ حضرت عثمان منبر پر تھے رسول اللہ ﷺ کی جوتیاں اور قمیص نکالی اور ان سے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی جوتیاں اور ان کی قمیص ہے۔ ابھی یہ چیزیں پرانی بھی نہیں ہوئیں کہ تم نے ان کے دین کو بدل دیا اور سنت کو منسوخ کر دیا۔ پھر دونوں میں بہت زیادہ تلخ کلامی ہوئی اور حضرت عائشہ نے کہا: اس نعل کو قتل کر ڈالو۔ حضرت عائشہ انہیں ایک مشہور آدمی سے تشبیہ دیتے ہوئے ”نعل“ کہا کرتی تھیں۔ (نہج البلاغہ، مطبوعہ مصر، ج ۲، ص ۳)

لوگ حضرت عثمان کے ہاتھوں نالال تو تھے ہی، ان باتوں سے ان کی ہمت بندھی اور انہوں نے ان کو محاصرہ میں لے لیا تاکہ وہ اپنی روش میں ترمیم کریں یا خلافت سے کنارہ کش ہو جائیں۔ اور ان حالات میں یہ قوی اندیشہ تھا کہ اگر انہوں نے ان دو میں سے ایک بات تسلیم نہ کی تو قتل کر دیئے جائیں گے اور یہ سب کچھ حضرت عائشہ کی نظروں کے سامنے تھا، مگر انہوں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی اور انہیں محاصرہ میں چھوڑ کر مکہ جانے کا تہیہ کر لیا۔ حالانکہ اس موقع پر مروان اور عتاب ابن اسید نے ان سے کہا بھی کہ اگر آپ اپنا سفر ملتوی کر دیں تو ممکن ہے کہ ان کی جان بچ جائے اور یہ ہجوم چھٹ جائے مگر آپ نے فرمایا: میں نے حج کا مصمم ارادہ کر لیا ہے جسے بدلنا نہیں جاسکتا، جس پر مروان نے بطور تمثیل یہ شعر پڑھا:

حَرَاقَ قَيْسٍ عَنَى الْبِلَادِ حَتَّى إِذَا اصْطَرَمَتْ أَجْدَمَا

(ترجمہ:) قیس نے میرے خلاف شہروں میں آگ لگائی اور جب وہ شعلہ رو ہوئے تو دامن بچا کر چلتا ہوا۔

اسی طرح طلحہ وزبیر کے غصہ کا پارہ بھی ان کے خلاف چڑھا رہتا تھا اور وہ اس آگ کو بھڑکانے اور مخالفت کو ہوا دینے میں پیش پیش رہتے

تھے اور اس لحاظ سے بڑی حد تک قتل عثمان میں شریک اور ان کے خون کے ذمہ دار تھے اور دوسرے لوگ بھی ان کو اسی حیثیت سے جانتے اور انہی کو قاتل ٹھہراتے تھے اور ان کے ہوا خواہ بھی صفائی پیش کرنے سے قاصر رہتے تھے۔ چنانچہ ابن قتیبہ تحریر کرتے ہیں کہ: جب مقام اوطاس میں حضرت عائشہ سے مغیرہ ابن شعبہ کی ملاقات ہوئی تو اس نے آپ سے دریافت کیا کہ:

أَيْنَ تُرِيدِينَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَتْ: أُرِيدُ الْبَصْرَةَ، قَالَ: وَمَا تَصْنَعِينَ بِالْبَصْرَةَ؟ قَالَتْ: أَطْلُبُ بِدَوْرِ عُمَمَانَ، قَالَ: فَهَوُ لَاءَ قَتَلَهُ عُمَمَانَ مَعَكَ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى مَرْوَانَ فَقَالَ لَهُ: وَ أَنْتِ أَيْنَ تُرِيدُ أَيُّضًا؟ قَالَ: الْبَصْرَةَ، قَالَ: وَمَا تَصْنَعُ بِهَا؟ قَالَ: أَطْلُبُ قَتْلَهُ عُمَمَانَ، قَالَ: فَهَوُ لَاءَ قَتَلَهُ عُمَمَانَ مَعَكَ، إِنَّ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ قَتَلَا عُمَمَانَ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ.

اے ام المومنین کہاں کا ارادہ ہے؟ فرمایا: بصرے کا۔ کہا کہ وہاں کیا کام ہے؟ فرمایا: خون عثمان کا قصاص لینا ہے۔ اس نے کہا کہ: عثمان کے قاتل تو آپ کے ہمراہ ہیں۔ پھر مروان کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا کہ: تمہارا کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا کہ میں بھی بصرہ جا رہا ہوں۔ کہا کس مقصد کیلئے؟ کہا کہ: عثمان کے قاتلوں سے بدلہ لینا ہے۔ اس نے کہا کہ: عثمان کے قاتل تو تمہارے ساتھ ہیں اور انہی طلحہ و زبیر نے تو انہیں قتل کیا تھا۔ (الامامة والسياسة ص ۵۵)

بہر صورت جب یہ قاتلین عثمان کی جماعت امیر المومنین علیؑ کو مورد الزام ٹھہرا کر بصرہ میں ہنگامہ آرائی کیلئے پہنچ گئی تو امیر المومنین علیؑ بھی اس فتنہ کو دبانے کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے اور اہل کوفہ کا تعاون حاصل کرنے کیلئے یہ خطا نہیں لکھا جن پر وہاں کے جانبازوں اور جانثاروں کی ایک کثیر جماعت اٹھ کھڑی ہوئی اور آپؑ کی فوج میں آکر شامل ہو گئی اور پوری ہمت و جوانمردی سے دشمن کا مقابلہ کیا جس کا امیر المومنین علیؑ نے بھی اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ اس کے بعد کا مکتوب اسی اعتراف حقیقت کے سلسلہ میں ہے۔

☆☆☆☆☆